دو قومی نظریہ
اور علمائے اہلسنت
مفسرِ اعظم پاکستان
مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی
نور اللہ مرقدہ
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِیۡنَ صلی اللہ علیہ وسلم
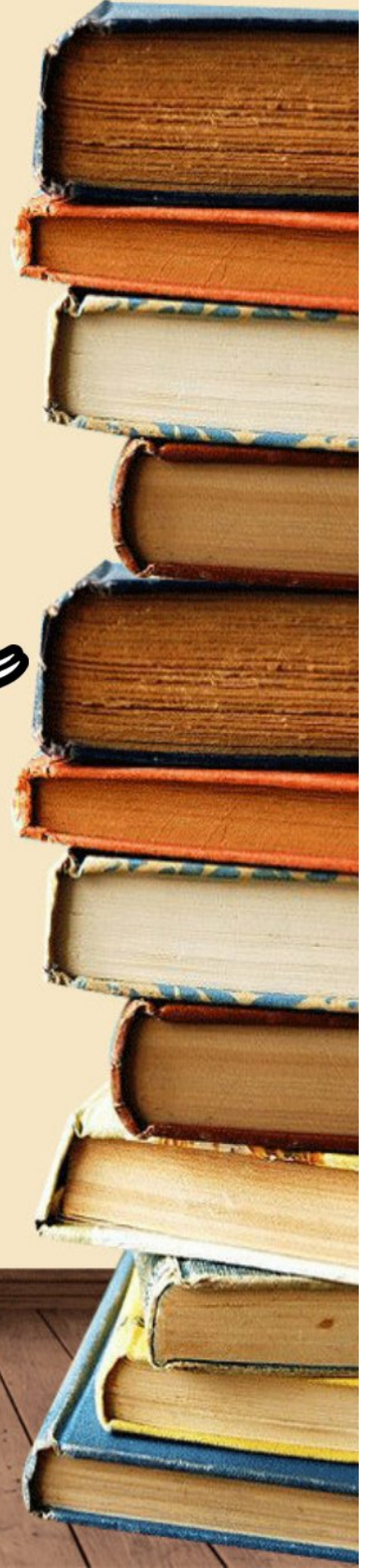
دو قومی نظریہ اور علمائے اہلسنت

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

تمھید جب دیارِ ہند میں دوقومی نظریہ کا نعرہ بلند ہوا تو انگریزوں اور ہندوؤں کے اس خطرناک منصوبہ کے مہلک نتائج کو پہلے ہی مرحلے میں بھانپ کر جس عالمِ ربانی نے ہندو مسلم اتحاد کے خلاف آواز اُٹھائی وہ امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ تھے چنانچہ اُنہوں نے فرمایا ''ان کی ابھی ایک آنکھ کھلی ہے مگر دوسری ابھی تک بند ہے۔'' یعنی انگریزوں سے مخالفت والی آنکھ کھلی ہے لیکن ہندوؤں سے دلی محبت رکھنا یوں سمجھو کہ دوسری آنکھ ابھی بند ہے۔ وہابیوں اور دیوبندیوں نے اپنے پٹنہ کے جلسہ میں ایک دفعہ انگریز کی تعریف میں یہ الفاظ کہہ دیئے کہ ''گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ خدا کے معاملوں کا پورا نمونہ ہے۔''

شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو معلوم ہوا تو آپ نے عظیم آباد میں ان کا رد فرماتے ہوئے کہا ''ندوہ تمام بے دینوں گمراہوں کے اتحاد کو فرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کا معاملہ الخ۔'' یہ کلمات خرافات اور موجب غضب ذوالجلال ہیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد۱، صفحہ ۱۲۷)

آپ نے سنی کانفرنس پٹنہ ۱۸۹۷ء میں فرمایا، ''تم نے دیکھا یہ حالت ہے ان لیڈر بننے والوں کے جذبات کی کیسے کیسے شریعت کو بدلتے مسلتے، پاؤں کے نیچے کچلتے اور خیر خواہ اسلام بن کر مسلمانوں کو چھلتے ہیں۔ موالاتِ [۱] مشرکین ایک، معاہدہ مشرکین دو، استعانت بمشرکین تین، مسجد میں اِعلائے [۲] مشرکین چار۔ ان سب میں بلا مبالغہ یقیناً لیڈروں نے خنزیر کو دنبے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے۔'' (المحجة المؤتمنة فی اٰية الممتحنة ،صفحه ٨٦)

۱؎ مشرکین کے ساتھ اتحاد و دوستی

۲؎ مشرکین کو عزت دینا، اُونچا کرنا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے اس بیان نے مسلمانانِ ہند کی بروقت رہنمائی کی اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ ملک بھر میں دوقومی نظریہ کی حمایت اور ہندو مسلم اتحاد کی مخالفت ایک ملک گیر تحریک کی صورت اختیار کر گئی اور یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے ۱۸۹۷ء میں دوقومی نظریہ کا جو تصور پیش کیا اور ہندو مسلم اتحاد کے بُطلان (جھوٹ) پر جو بیان دیا تو اس کی روشنی میں چودھری رحمت علی، علامہ اقبال اور مسٹر محمد علی جناح نے مسلمانوں کے لئے ایک ریاست (پاکستان) کا مطالبہ کیا اور حصولِ پاکستان کے لئے علماء و مشائخِ اہل سنت اور مسلمانوں نے جان کی بازی لگا دی۔

پاکستان اور نیشنلسٹ (Nationalist) علماء ﴾جب مسلمان مسلم لیگ کے ماتحت متحد ہو کر حصولِ پاکستان کی جدوجہد میں مصروف ہوئے تو ہندوؤں کے آلہ کار کانگریسی علماء نے ہندوؤں کا ساتھ دیا اور پاکستان کے حصول کی راہ میں سازشوں کے جال بچھا دیئے تو اس نازک موڑ پر مسٹر محمد علی جناح نے علماءِ اہل سنت و جماعت سے تعاون کی مزید اپیل کی چنانچہ مولانا قاضی احسان الحق مفتی بہرائچ کی قیادت میں اہل سنت علماء کا ایک وفد کلکتہ میں مسٹر محمد علی جناح سے ملاقی (ملاقات کرنے والا) ہوا۔

مسٹر محمد علی جناح نے صاف اور واضح لفظوں میں علماء اہل سنت کو یقین دلایا کہ پاکستان کے قیام کا مقصد خطہ پاکستان میں اسلامی نظام کا نفاذ اور کتاب وسنت کی حکمرانی ہے۔ چنانچہ اس وضاحت کے بعد سنی علماء و مشائخ نے تحریک پاکستان کو منزلِ مقصود تک پہنچانے کے لئے عملی اقدامات کیئے۔ (دعوتِ حق، صفحہ ۱۱)

آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس ﴾نیشنلسٹ علماء اور یونیسٹ لیڈروں کی پاکستان دشمنی کے محاذ کو پاش پاش کرنے اور متحدہ ہندوستان کے جمہور اہل سنت و جماعت کو جدوجہدِ آزادی کے لئے منظّم کرنے کے لئے اکابرِ اہل سنت اعلیٰ حضرت، مجدِ دِین وملت، ولی نعمت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفِ امجد مفتی اعظم شاہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی، محدثِ اعظم ہند سید محمد صاحب کچھوچھوی اور حجۃ المفسرین صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی نے ۱۹۴۶ء میں بنارس میں تمام ملک کے زعمائے ملت کی آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد کر کے مطالبہ پاکستان کی تحریک کو کامرانی کے آخری مراحل میں داخل کر دیا۔ کانفرنس میں سات ہزار مستند علمائے کرام اور مشائخِ عظام نے شرکت کی اور اعلان کیا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے۔

یہ اجلاس امیرِ شریعت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صدارت میں منعقد ہوا اور ملک بھر میں تمام اہل سنت کو پاکستان کی حمایت میں ووٹ دینے کے لئے تبلیغی دورے کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اکابرِ اہل سنت کی کمیٹی تشکیل دی گئی۔

☆ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی خلیفہ امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی

☆ حضرت مولانا ابوالمجاہد سید محمد شاہ محدث کچھوچھوی

☆ صدرالافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی

☆ شیخ الاسلام حضرت مولانا خواجہ قمرالدین سیالوی

☆ صدرالشریعۃ حضرت مولانا محمد امجد علی مصنف بہارِ شریعت

☆ مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

☆ حضرت خواجہ سید شاہ دیوان آل رسول علی خان سجادہ نشین اجمیر شریف

☆ حضرت شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات سید احمد، امیر دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

☆ مجاہد تحریک پاکستان مولانا عبدالحامد بدایوانی

☆ حضرت پیر سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب بھر چونڈی شریف (سندھ)

☆ حضرت مولانا سید زین الحسنات پیر مانکی شریف

☆ صدر تحریک ختم نبوت حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب قادری لاہور

☆ خان بہادر حاجی مصطفیٰ علی صاحب مدراس (خطبہ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس)

حصولِ آزادی اور ارضِ پاکستان ﴾ان اکابرِ اہل سنت نے تمام سینوں میں حمایتِ پاکستان کی ایک ایسی روح پھونک دی کہ ایک انقلاب رونما ہوا حتیٰ کہ ۱۹۴۷ء میں ہندو اور انگریز سامراج نے تقسیمِ ملک کا مطالبہ تسلیم کرلیا اور مسلمانوں کو اسلامی حکومت بنانے کے لئے ملک کا ایک معتدبہ (بڑا) حصہ پاکستان کے نام سے مل گیا۔ مسلم لیگ کی مخالفت کا شعبہ کانگریس نے مولانا ابوالکلام آزاد کے سپرد کر رکھا تھا جنہوں نے مجلس احرار، جمعیت العلماء ہند وغیرہ نیشنلسٹ کانفرنس، خدائی خدمتگار نیز ہر اس جماعت سے جو مسلم لیگ مخالفت میں پیش پیش تھی سے اپیل کی کہ تمام منظّم ہوکر مسلم لیگ کا مقابلہ کریں۔ مولانا ابوالکلام آزاد صاحب کے شاگردِ رشید اور دیرینہ رفیق مدیر روزنامہ ہند کلکتہ کے ٦ دسمبر ۱۹۴۵ء کا مقالہ اشتہاروں اور ٹریکٹوں کی صورت میں شائع ہوا جس میں قائدِاعظم کو یزید سے تشبیہ دی گئی۔ (تعمیرِ پاکستان اور علمائے ربانی، صفحہ ۴۵)

مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائداعظم کو کافرِ اعظم کا لقب دیا۔ (مجموعہ خطبہ از شبیر عثمانی، صفحہ ۴۸)

عطاء اللّٰہ شاہ بخاری اور مخالفتِ پاکستان ﴾یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ پاکستان کی مخالفت جتنی علمائے دیوبند نے کی نہرو و پٹیل، تارا سنگھ اور کھڑک سنگھ بھی نہ کر سکے۔

چند معتبر حوالے دیوبندیوں کی پاکستان دشمنی کے سن لیجئے:

آزاد اور حسین احمد مدنی اور پاکستان ﴾قراردادِ پاکستان کے پاس ہونے کے ساتھ سیاسیاتِ ہند میں حضرت مولانا ابوالکلام آزاد اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی کا سیاسی کردار کیا تھا۔ کیا ان دونوں حضرات نے ہندوؤں کے روپے اور ان کے پریس کی مدد سے مسلمانوں کو مسلم لیگ سے علیحدہ رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش روا نہیں رکھی؟، کیا مسلم عوام نے قدم قدم پر علمائے دیوبند اور کانگریسی مسلمانوں پر عدم اعتماد کا اظہار نہیں کیا؟ (اقدام، جلد ۱۳)

یہ بات تاریخ کی پیشانی پر بڑے موٹے حروف میں لکھی گئی ہے کہ عطاء اللہ شاہ بخاری اور اس کے قبیلہ سے تعلق رکھنے والے لوگ پاکستان کے سب سے بڑے دشمن تھے جن مسلمانوں نے مسلمان ریاست کے قیام کو روکنے کے لئے ہندو اور انگریزوں کا ساتھ دیا انہیں اخلاق اور قانون کے کسی ضابطہ کی رو سے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہم سولہ سال پہلے کے واقعات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس قبیلہ کے لوگوں نے ہندی مسلمان کو تباہ کرنے کی سازش میں ہندو اور انگریز سے بھی بڑھ کر حصہ لیا۔ بلاشبہ یہ لوگ پاکستان کے غدار ہیں جب ملک تقسیم ہو رہا تھا تو کوئی شخص ان کی صورت تک دیکھنے کو تیار نہ تھا۔ آزادی اور قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں اس نظر و فکر کے حامل لوگوں نے ہر ممکن طریق سے دس کروڑ ہندی مسلمانوں کی تمناؤں کو ناکام بنانے کی کوشش کی ہندو کے روپیہ نے ان لوگوں کو اپنے ہی بھائیوں کے خلاف صف آراء ہونے کی ترغیب دی۔

جہاں تک قیامِ پاکستان کا تعلق ہے تردید کے خوف کے بغیر کہا جا سکتا ہے کہ اس ذہن کے لوگوں کا اس معرکہ میں کوئی حصہ نہیں۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے اور آزادی سے پہلے کے دور کی تلخ یادیں عوامی ذہن سے محو ہوتی جا رہی ہیں۔ ہندو کانگریس کے لئے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے والے کمین گاہوں (گھاتوں) سے نکل رہے ہیں اور انتہائی ڈھٹائی بے حیائی سے خود کو آزادی اور اسلام کے پروانوں کی شکل میں پیش کرنے لگے ہیں۔ اگر پاکستان بنانے والا ذہن آج زندہ ہوتا تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ سولہ (۱۶) سال پہلے پاکستان کے قیام کو روکنے والوں کو عوام ایک لمحہ کے لئے قبول نہ کرتے لیکن یہ ہماری بدبختی کی علامت ہے کہ حصولِ آزادی کے وقت جو لوگ ہمارے غدار تھے، دشمنوں کے ایجنٹ تھے اور بھارت میں فرقہ واریت کی آگ سے بچنے کے لئے پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے آج ایک بار پھر عوامی ہیرو بننے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ یقیناً یہ قوم کی بے حسی کی انتہا ہے جو لوگ قیامِ پاکستان کے بعد خاموش ہو گئے تھے وہ میدان خالی پا کر ایک بار پھر مصروفِ عمل ہیں اور پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی فکر میں ہیں۔

ہمارے اس سوال کا جواب آخر کیا ہے کہ اگر عطاء اللہ شاہ بخاری ،مولوی حبیب الرحمٰن اور مولوی حسین احمد مدنی اور ابوالکلام آزاد ہمارے ہیرو ہیں تو پھر ہماری قوم کی زندگی میں ان لوگوں کا کیا مقام ہے جنہوں نے قیامِ پاکستان کی جنگ میں جانیں دیں۔ہم یہ سوچنے میں حق بجانب ہیں کہ جولوگ آج عطاء اللہ شاہ بخاری،حسین احمد مدنی اور ابوالکلام آزاد کو ہیرو کے طور پر پیش کررہے ہیں وہ اصل میں پاکستان بنانے والوں کی قربانیوں پر خاک ڈالنا چاہتے ہیں۔

اگر عطاء اللہ شاہ بخاری اور ہندو اشاروں پر ناچنے والے (دیوبندی) ان کے بعض ساتھیوں نے پاکستان میں پناہ لی تو اس کے معنی یہ نہیں کہ یہ لوگ ہماری جدوجہد آزادی کے ہیرو بن گئے جس طرح ہم سردار پٹیل اور پنڈت نہرو کو اپنی جدوجہد آزادی کا ہیرو قرار نہیں دے سکتے ہم بھلا یہ کیسے نظرانداز کرسکتے ہیں کہ عطاء اللہ شاہ بخاری وغیرہ (دیوبندی) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخری دم تک قیامِ پاکستان کی مخالفت کی۔

پاکستان میں اپنی کمین گاہوں میں چھپے ہوئے ہندو کانگریس کے ایجنٹ ہزار اسلام کا سہارا لیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے حصولِ آزادی سے پہلے قیامِ پاکستان کی حمایت میں ایک لفظ کہا۔ہم پوری دیانت داری کے ساتھ محسوس کرتے ہیں کہ بعض خودغرض اور شکست خوردہ لوگ پاکستانی عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک سازش میں مصروف ہیں۔قائدین،حکومت اور عوام کے باشعور طبقہ کو آگے آنا چاہیے اور........ غیرمبہم (صاف) الفاظ میں بتادینا چاہیے کہ پاکستان میں غداروں اور دشمن کے ایجنٹوں کو کسی قیمت پر ہیرو نہ بننے دیا جائے گا یقیناً یہ ہماری قومی غیرت کا سوال ہے۔

(اقتباسات ادارہ ہلال پاکستان،۲۳اگست۱۹۶۳ء)

گزشتہ تقریر جناب محمد سلیم صاحب کی ہے قیامِ پاکستان کی تمام جنگ ان کے سامنے لڑی گئی اور خود سلیم صاحب اس جنگ میں شریک تھے اس لئے ان کی تاریخی شہادت ایک غیر جانبدارانہ حیثیت سے ایک منصف مزاج کے لئے حقیقت کی آگاہی کے لئے کافی ہے۔

اس سے کئی گنا زائد حوالہ جات اور تحقیقات کے اوراق پر کئے جاسکتے ہیں لیکن اختصار کے پیشِ نظر ان پر اکتفا کیا جاتا ہے امید ہے کہ انصاف پسند لوگ نہایت ٹھنڈے دل سے غور فرما کر صحیح نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوجائیں گے۔

دیوبندی فرقہ نہ صرف دین کا دشمن ہے بلکہ ان کو کئی گنا زیادہ عداوت ہے یہی وجہ ہے کہ باشعور طبقہ ان کے پھندے میں نہیں آتا۔

ایک غلطی کا ازالہ بعض مواقع پر ہمارے علماء کے بعض مفتیوں نے مسلم لیگ کے بعض کارکنوں پر کوئی فتویٰ لگایا تو وہ ایک مذہبی کمی کی وجہ سے تھا نہ کہ قیامِ پاکستان کی مخالفت کی بناء پر۔چنانچہ ان وجوہ سے ایک وجہ ذیل کے

اشعار بھی تھے جو بعض مسلم لیگیوں نے ''جناح صاحب'' کے متعلق یہاں تک غُلو (چرچا) کیا کہ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور علی کی چلتی پھرتی یادگار

تیرے رخ سے پرتو شبیر شبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آشکار

تیرے پیکر خالد و طارق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا زندہ شاہکار

تو سیاست کا نبی قانون کا پروردگار

جادۂ آزادی اسلام کا خضرِ اعظم

تیرے ہاتھوں میں ہے قندیل صراط مستقیم

(نظم امیر الہ آبادی مسلم لیگی اخبار ''انقلاب'' بمبئی ۱۱ستمبر ۱۹۴۵ء)

اور حیرت صاحب نے یہ لکھ مارا کہ

بجھایا ہے مسلمانانِ ہندی کو بھلا کس نے　　بنایا ہے مسلمان کو سیاست کا خدا کس نے

(تاریخ اعیانِ وہابیہ، مسلم لیگی اخبار ''ہندوستان'' ،۴ جنوری ۱۹۴۶ء)

محمد علی جناح صاحب کو خدا، نبی، خضرِ عظیم کہنے پر بعض لوگوں کو متنبہ کرنے اور دلائل سے منوانے کا نام پاکستان دشمنی ہے تو پھر دین کا خدا حافظ۔

قیامِ پاکستان اور علمائے اہل سنت باقی رہا پاکستان کے قیام میں مسلم لیگ کی حمایت کا سوال علمائے اہل سنت کے بارے میں تو یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اور نہ ہی تاریخ کے اوراق مٹائے جا سکتے ہیں کہ لاہور کے سب سے پہلے تاریخی جلسہ میں جبکہ مسٹر محمد علی جناح نے پنجابیوں کے سامنے مطالبہ پاکستان رکھا اور نواب صاحب ممدوٹ کی کوٹھی پر پاکستان معرضِ وجود آیا۔

ہمارے مشائخ وعلماء جب بھی ملک وملت کے لئے خطرہ محسوس کرتے ہیں تو جان کی بازی لگا دیتے ہیں جب بھاشانی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں لادینی کے عزائم لے کر آیا تو ہمارے علماء ومشائخ ہی تو تھے جنہوں نے سنی کانفرنس کا انعقاد کرکے اس کے بُرے عزائم کو ملیامیٹ کر دیا۔ اب جبکہ بچے کُچے پاکستان کی سیاست میں ان کی کارفرمائی بڑھتی جا رہی ہے پاکستان کو نہیں مانا بلکہ اس کی مخالفت میں سرتوڑ کوشش کی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّم

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

چھ ستمبر ۱۹۶۵ء جنگ پاک وھند

چھ ستمبر ۱۹۶۵ء کا نام لیکر ہی اہلِ پاکستان فخر کرتے ہیں لیکن ساتھ میں یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ فتح ہوئی تو نعرہ یارسول اللہ سے اور پیرانِ کرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد اور وسیلہ سے، مسلمانو! ستمبر ۱۹۶۵ء کے وہ سترہ (۱۷) دن کسے یاد نہیں جنہیں اسلامیانِ پاکستان نے نصرتِ الٰہی و برکاتِ محمدی کے جلووں میں طلوع کیا۔

۶ ستمبر کو ہمارے پڑوسی ملک بھارت نے اپنے طور پر انتہائی اعتماد سے خوب سوچ سمجھ کر بڑی طاقتوں (امریکہ و برطانیہ و اسلام دشمنان) کے مشورہ سے پانچ گناہ بڑی طاقت کیساتھ بغیر الٹی میٹم (Ultimatum) دیئے چُپ چاپ رات کے خوفناک لمحوں میں اپنے سے بہت چھوٹے ملک پاکستان پر حملہ کر دیا پھر مسلمان جلال میں آ گیا، جلال میں آنا اور جذبہ ایمانی کر کے دکھانا مسلمانوں کی صدیوں پرانی عادت ہے وہ سالہا سال سے انسانی ارتقاء کی تاریخ میں ایسے کرشمے رقم کرتا چلا آ رہا ہے۔ اس جنگ میں ہمارے فوجی جوانوں نے جان ہتھیلی پر رکھ کر معرکہ سر کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے کرام (صاحبانِ مزارات) رحمہم اللہ علیہم کی نگاہ کرم اور غیبی مدد نے پاکستان کو فتح سے ہمکنار کیا جیسے صدیوں پہلے دقیانوسی اس عقیدہ نے عوام بلکہ شاہانِ وقت کو پریشان کر رکھا تھا کہ کیا مرنے کے بعد پھر اُٹھنا ہے یا نہیں؟ اہلِ حق اپنے عقیدہ کی بات کرتے "وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ"[۱] یعنی مرنے کے بعد پھر اُٹھنا حق ہے۔ لیکن اہلِ باطل اس عقیدہ کے سراسر خلاف تھے تو اللہ پاک نے اصحاف کہف رحمہم اللہ کو صدیوں بعد غار سے زندہ کر کے اُن کے سامنے کھڑا کر دیا جس سے حق و باطل کا امتیاز ہوا جس کا واقعہ قرآن مجید کے پارہ نمبر ۱۵، سورۃ کہف میں مفصل ہے یونہی

[۱] (مسند احمد، مسند العشرة المبشرين بالجنة، أول مسند عمر بن الخطاب رضی الله عنه، الجزء ٢ ، الصفحة ١٠٧، الحديث ٥٨٥٦، مؤسسة قرطبة، القاهرة)

بعینہٖ ایک عرصہ سے یہ عقیدہ اختلاف کی زد میں ہے کہ کیا محبوبانِ خدا ظاہری زندگی اور بعد الوصال اہلِ دنیا کی مدد کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اہلِ حق تو اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے عقیدہ پر کہتے ہیں مدد کر سکتے ہیں اہلِ باطل (وہابیہ مبتدعیہ فرقہ) نہ صرف اسے غلط سمجھتے ہیں بلکہ اسے شرک اور حرام کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں حق و باطل کو ایسے عیاں فرمایا کہ اہلِ حق اس واقعہ سے سربلند ہو گئے اور اہلِ باطل سرنگوں (پست) ہوئے۔

۶ ستمبر کی صبح کو جب مشرقی سرحد پر دھماکہ خیز آوازوں نے پاکستانی مسلمان قوم کو چیلنج (Challenge) کیا تو غفلتوں اور گناہوں میں کھوئی ہوئی یہ قوم اچانک اپنے رب کی یاد میں مستغرق ہو گئی مسجد میں نمازی بڑھ گئے لوگ جوشِ جہاد میں دیوانے ہو گئے

صدرِ مملکت سے لیکر ایک عام آدمی عموماً ہر شخص کی زبان پر اللہ کا نام تھا اور دلوں سے یادِ خدا نکل رہی تھیں ان چند دنوں میں بارہ کروڑ مومن قوم نے اتحاد و اتفاق اور جذبہ ایمانی کا جو ثبوت دیا اس کی مثال تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔

محبوبانِ خدا کی امدادیں: فقیر اپنے اس رسالہ میں فوج کے کارناموں سے ہٹ کر صرف اور صرف میدانِ جنگ کے وہ واقعات و مشاہدات عرض کرے گا جو دیکھنے والوں نے محبوبانِ خدا کی مدد کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا بلا تمثیل یہاں وہی منظر سامنے تھا جو غزوہ بدر میں غیبی طور پر ملائکہ علیہ السلام نے کردار ادا کیا۔

واقعات و مشاہدات: ذیل میں چند نمونے عرض کئے جاتے ہیں جو فوجی دستوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بیان کئے اور وہ بلا کم و کاست (کمی) اخبارات کی زینت بنے۔

اللّٰہ کا ھاتھ (دستِ قدرت): میجر شفقت بلوچ بیان کرتے ہیں کہ ہم دشمن کے مقابلے میں آئے تو ہمیں محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے سروں پر اللہ کا ہاتھ (دستِ قدرت) ہے ہم ایک گولی چلاتے تھے لیکن اس سے دس دشمن ہلاک ہوتے تھے اس سے ہمارے حوصلے بلند ہو گئے ہمارے عزائم میں نئی روح آ گئی اور دشمن کو ملیا میٹ کرنا ہمارے لئے قطعی طور پر مشکل نہ رہا۔

فائدہ: الحمد للہ! یہ وہی کیفیت ہے جو غزوہ بدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو پیش آئی۔

نعرہ تکبیر: ۸ ستمبر کو جب ہندوستانی مکاری سے چونڈہ (سیالکوٹ) کے قریب پہنچ گئے تو میجر محمد حسین ملک کی ڈیوٹی لگی کہ وہ ٹینکوں کی مدد سے دشمن پر جوابی حملہ کر کے اُسے پسپا کر دے میجر ملک اور اُس کے بہادر ساتھی اشارہ پاتے ہی دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اُسے پیچھے دھکیل دیا یہ معرکہ گرم تھا کہ اتفاق سے میجر ملک اور اُس کے ساتھی دشمن کے ٹینکوں میں گھر گئے میجر ملک نے پوری آواز سے نعرہ تکبیر بلند کیا ہندوستانی سپاہی نعرہ تکبیر سے گھبرا گئے اور اپنے مضبوط مورچوں اور ٹینکوں سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے ٹینک اور بے شمار لاشوں کے علاوہ اپنا آپریشن آرڈر میدانِ جنگ میں چھوڑ گئے جو بعد میں ہمارے فوجیوں کے بہت کام آیا۔

نعرہ رِسالت: روزنامہ جنگ راولپنڈی 12 اکتوبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں رقم طراز ہے کہ پاکستانی افواج نے یا رسول اللہ اور یا علی کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دل (بزدل) فوج کو بُری طرح شکست دی ہے اس معرکہ میں نبی آخر زمان ﷺ اور علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ مجاہدین کے سروں پر موجود تھے ،۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری (بہادر سپاہی) دیکھئے گئے چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مجاہدین کی امداد کرتے ہوئے دیکھا گیا۔

سرگودھا کے ہوائی اڈے پر ایک بزرگ کو اپنی جھولی میں بم لیتے ہوئے دیکھا گیا، لاہور، ظفروال، چونڈہ اور سیالکوٹ

میں اکثر غازیوں کوشاباشی دی گئی اور بعض مقامات پر یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یا علیٰ کے نعرے سُنے گئے ۔مختلف محاذوں سے اُن محیر العقول (عقل کو حیران کردینے والے) اور ایمان افروز کرشموں کی اطلاعات ملتی رہی ہیں ،ان کرشموں اورمحیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں ،مجاہدین ،شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: ان محبوبانِ خدا کا میدانِ جنگ میں تشریف لانا حق تو ہے ہی اس کے دلائل فقیر اسی رسالہ کے آخر میں عرض کرے گا لیکن فوجیوں کا نعرہ رسالت اور نعرہ حیدری بھی کام کر گیا اور یہ بھی قرونِ اولیٰ کی افواج کا نعرہ بلکہ شعار ہے فقیر نے اس کے دلائل ’’ندائے یارسول اللہ‘‘ ’’عقائدِ صحابہ‘‘ اور ’’نعرہ تکبیر بدعت ہے یا نعرہ رسالت ؟‘‘ رسائل میں بیان کئے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆